© rasailojaraid.com

جہات

انسانی جان ومال کی حرمت اور ہمارا رویہ!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

اسلام میں انسان کی جان اور اس کے مال کا کتنا خیال رکھا گیا ہے، کتنا پاس کیا گیا ہے اور کتنا احترام ملحوظ رکھا گیا ہے، اس کا اندازہ صرف اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ انسانی جان ومال کی حفاظت واحترام شریعت اسلامیہ کے ان مقاصد خمسہ میں شامل ہے جن کے کیلئے شریعت کی وضع (تشکیل) ہوئی ہے۔ امام ابواسحاق شاطبی (م ۷۹۰) نے ان مقاصد کو شمار کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ھی حفظ الدین والنفس، والنسل والمال والعقل" (الموافقات: ۲: ۴ طبع مصر)

(وہ دین، نفس (انسانی جان) انسانی نسل، مال، اور عقل کی حفاظت ہے)

ان مقاصد میں اولیت اگرچہ دین کی حفاظت کو دی گئی ہے تاہم ذرا غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یہ اولیت صرف روحانی اعتبار سے ہے مگر عمرانی اعتبار سے فوقیت حفاظت نفس کو ہی حاصل ہے۔ انسانی وجود ہی اصل چیز ہے۔ انسان کا وجود ہوگا تو دین بھی ہوگا اور نسل ومال اور عقل بھی۔ دنیا کی ساری آبادی چہل پہل اور رونقیں انسان کے دم قدم سے ہیں۔ انسان ہی کائنات کا گل سرسبد، ساری مخلوق کا مخدوم، مسجود ملائکہ، وجہ تخلیقِ کائنات محترم و برتر اور عند اللہ اشرف المخلوقات ہے۔

برتر از گردوں مقام آدم است

پھر جب یہی انسان اپنے خالق ومالک اور پروردگار کی حاکمیت وربوبیت اور اپنی محکومی و بندگی کا زبان ودل سے اقرار کرلیتا اور اپنے رب کے پسندیدہ نظامِ زندگی (دین اسلام) کو اپنالیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ پر ایمان لے آتا ہے تو ایسے مؤمن انسان کے شرف وعظمت اور رفعت وبلندی کو کیا چار چاند لگ جاتے ہیں؟ اور اللہ کے نزدیک ایک مؤمن کیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرتبہ ومقام پالیتا ہے؟اس کا اندازہ محسن انسانیت اور نبی محتشم ﷺ کی درج ذیل حدیث سے لگائیے:

عن عبداللہ بن عمرؓ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوف بالکعبۃ ویقول ماطیبک واطیب ریحک!ما اعظمک واعظم حرمتک!والذی نفس محمد بیدہ لحرمۃ المؤمن اعظم عنداللہ حرمۃ منک،مالہ ودمہ(سنن ابن ماجہ ابواب الفتن ص: ۲۹۰ طبع دھلی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کعبہ (بیت اللہ شریف) کا طواف کر رہے ہیں اور (بیت اللہ سے خطاب کرتے ہوئے یہ) فرمار ہے ہیں کہ (اے بیت اللہ! تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری ہوا(فضا) کتنی پاکیزہ ہے تو خود کتنی عظمت (شان) والا ہے اور تیری حرمت (عزت واحترام) کو اللہ نے کتنا عظیم بنایا ہے مگر اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یقیناً ایک مؤمن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ عظیم ہے۔ یعنی مؤمن کا مال اور خون (تجھ سے زیادہ حرمت والا ہے)

اسی مفہوم کا ایک قول حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جامع ترمذی نے یوں نقل کیا ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کی طرف دیکھا اور فرمایا:

مااعظمک واعظم حرمتک والمؤمن اعظم حرمۃً عنداللہ منک(جامع ترمذی(ابواب البروالصلہ)ص: ۲۹۷ طبع کراچی)

(اے بیت اللہ!) تو کس قدر عظمت والا ہے اور کس قدر تیری حرمت عظیم ہے مگر (اے بیت اللہ سن لے) مؤمن کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ اپنے نور نبوت سے دیکھ رہے تھے کہ آپ کی امت آنے والے وقت میں انسانی خون کو کتنا ہلکا اور معمولی سمجھے گی۔ کس طرح انسان کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مسل دیا جائے گا۔ اور کس طرح دوسروں کے خون پسینہ کی کمائی (مال) کو حلال سمجھ کر ہڑپ کر لیا جائے گا۔ اس لئے حجۃ الوداع کے موقعہ آپ نے بڑے عجیب پیرائے میں انسانی خون ومال کی عزت وحرمت کو واضح فرمایا۔ لوگوں کے دلوں میں یوم عرفہ، ذوالحجہ اور مکہ مکرمہ کی عزت وحرمت چونکہ دور جاہلیت سے ایک مسلمہ عقیدہ کے طور پر چلی آتی تھی پھر اسلام نے ان چیزوں کی عزت وحرمت کی مزید تاکید فرمادی اس لئے آپ نے لوگوں کو ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چیزوں کی عزت وحرمت یاد دلاتے اور ذہن نشین کراتے ہوئے فرمایا:

ان دماءکم واموالکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذافی بلدکم هذا (مشکواة ص: ۲۲۵ طبع ایچ سعیدکمپنی کراچی)

بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام (قابل احترام) ہیں جس طرح تمہارے اس شہر (مکہ) میں تمہارے اس مہینے (ذوالحجہ) میں آج کے دن (یوم عرفہ) کی حرمت ہے۔ ایک روایت میں "اعراضکم" کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی تمہاری عزتیں بھی مکہ مکرمہ، ذوالحجہ یوم عرفہ کی طرح محترم ہیں۔

اب ذرا ایک انسان اور مؤمن کے جان ومال کی مندرجہ بالا اس عزت وحرمت کا تصور کیجئے جو ہمارے نبی ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور جن کی محبت کا ہم دم بھرتے اور دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے اس رویہ پر بھی غور کرنا چاہیے کہ خداداد مملکت پاکستان میں ہم کس طرح حضور ﷺ کے ان فرمودات کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں؟ اور کس طرح خون مسلم کو ارزاں سمجھ لیا گیا ہے؟

اسلام کے ساتھ ہمارا رویہ اور تعلق بالعموم ظاہر پرستانہ اور سطحی سا ہو گیا ہے۔ چنانچہ ہم بعض اوقات ثانوی درجے کی چیزوں پر تو بڑی شدت اور سختی سے عمل پیرا ہوتے نظر آتے ہیں مگر اصل مقصود اور مطلوب چیزوں کو نظرانداز کر جاتے ہیں جس کی ایک مثال پچھلے سالوں میں یوں سامنے آئی کہ ہندوستان میں متعصب ہندوؤں نے بابری مسجد کو شہید کیا تو ہمارے ہاں خاصا اشتعال اور جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے حتی کہ انہی جذبات میں کئی ایک مندروں کو بھی زمین بوس کردیا گیا۔ بابری مسجد کے شہید کیے جانے پر ہم مسلمانوں نے جس شدید ردعمل اور غم وغصے کا اظہار کیا اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ بالفرض اگر کوئی بدبخت آدمی بیت اللہ شریف کی توہین کرے یا خدانخواستہ اسے گرانے کی کوشش کرے تو سارے عالم اسلام اور بالخصوص ہمارے پاکستان میں کتنا سخت ردعمل ہوگا مگر ادھر بھول جاتے ہیں کہ وطن عزیز میں روزانہ ہم کتنے بیت اللہ گرا رہے ہیں۔ ایک مسلمان کی جان ومال پر حملہ آور ہونا اللہ کے نزدیک بیت اللہ شریف کو منہدم کرنے سے بھی زیادہ جرم ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب اندازہ کیجئے ہمارے ملک بالخصوص کراچی میں روزانہ کتنے کعبے ڈھائے جا رہے ہیں؟اور بابری مسجد کی شہادت پر احتجاج اور غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرنے والے کس بیفکری اور بے دردی سے بیت اللہ پر کدالیں چلا رہے ہیں؟پناہ بخدا!مولانا روم نے تو یہ فرمایا تھا کہ:

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ہر روز جب تازہ اخبار پر نظر پڑتی ہے تو اخبار کا زیادہ تر حصہ قتل وغارت،دہشت گردی،راہزنی،اغوا،عصمت دری،بینک ڈکیتی،چوری،مکانات اور زمین پر بالجبر قبضہ،باہمی تنازعہ،زخمی کرنے،کار اور موٹر سائیکل چھیننے،بم دھماکہ،جنسی تشدد،خواتین اور کم عمر بچیوں کے ساتھ زیادتی جیسے واقعات سے بھرا پڑا ہوتا ہے۔ملک عزیز میں گویا کسی کی جان ومال اور آبرو کو تحفظ نہیں اور قانون وامن نام کی کسی چیز کا وجود نہیں۔گھر،بازار،دفتر دوکان،کھیت اور دوران راہ جان ومال غیر محفوظ تھے ہی اب تو کسی علمی ادارہ،لائبریری اور امن کی جا،خانۂ خدا (مسجد)میں بھی جاتے ہوئے جان کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ یکم جنوری ۱۹۹۶ء کی ایک مصدقہ اور سرکاری ذرائع سے رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۵ء میں صرف صوبائی دارالحکومت لاہور جہاں قانون نافذ کرنے والے تمام ادارے اور حکومتی مشینری چوبیس گھنٹے موجود رہتی ہے،میں ۴۴۷ افراد کو قتل کیا گیا جبکہ اقدام قتل کے ۱۱۵۴ مقدمات فریق مخالف کو زخمی کرنے کے ۶۷۰ مقدمات،خواتین کے اغوا کے ۳۶۱ مقدمات،سرقہ بالجبر کے ۳۰۷ مقدمات درج ہوئے۔علاوہ ازیں ڈکیتی کی ۲۷ وارداتیں،کار چھیننے کے ۱۴۶ واقعات اور موٹر سائیکل چھیننے کے ۸۷ واقعات ہوئے۔قتل وغارت کے یہ واقعات تو صرف صوبائی دارالحکومت میں وقوع پذیر ہوئے۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مجموعی طور پر سارے ملک میں قتل،ڈکیتی،اغوا اور چوری وغیرہ کے کس قدر واقعات رونما ہوئے ہوں گے۔سمجھ نہیں آتی ہم کس الٹی سمت اور ہلاکت کی راہ پر اندھے بہرے بن کے چلے جا رہے ہیں۔

کسی انسان کو جان سے مار دینا کوئی معمولی جرم نہیں۔جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے،اس کا ظلم اور بربریت صرف ایک فرد (مقتول) کی حد تک محدود نہیں رہتی بلکہ وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقتول کے ماں باپ کی پوری زندگی اجیرن بنادیتا اور ان کے نور نظر کو چھین کر دنیا ان کیلئے تاریک بنادیتا ہے، وہ اس کی بیوی کا سہاگ اجاڑ کر اس کے شب روز اور اس کے گھر کو ویران کردیتا ہے۔ وہ اس کے بچوں کو یتیم کرکے ان کے سر سے باپ کا سایہ عاطفت چھین لیتا اور انہیں بے یارومددگار بنادیتا ہے۔ وہ اس کے بہن بھائیوں اور دوست احباب کے کلیجے پر چھری چلاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے اس اقدام سے دوسرے لوگوں کو اس گھناؤنے جرم کے ارتکاب کی جرأت دلاتا اور معاشرے میں فساد کی آگ بھڑکا کر اسے بدامنی کے جہنم میں تبدیل کردیتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَاقَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً (سورۃ المائدہ:۳۲)

جو کوئی کسی کو کسی جان کے یا زمین پر فساد (کے عوض) کے بغیر مار ڈالے تو گویا اس نے سارے انسانوں کو قتل کرڈالا۔

اسی طرح کسی کے مال پر ڈاکہ ڈالنا، راہزنی کا ارتکاب کرنا، کسی کی عزت و آبرو پر ہاتھ ڈالنا بھی کوئی معمولی جرم نہیں بلکہ پورے معاشرے میں فتنہ وفساد کو پھیلانا ہے جسے قرآن نے قتل سے بھی سخت تر قرار دیا ہے۔

اسلام ایک سراسر رحمت اور امن پسند دین ہے۔ وہ اسلامی ریاست کو اس امر کا پابند بناتا ہے کہ وہ ریاست میں بسنے والے ہر شہری کی جان ومال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ اپنی رحمت عامہ اور روایتی نرمی کے باوجود اس نے قتل وغارت جیسے گھناؤنے جرائم کے سدِباب کیلئے بڑی سخت اور عبرت ناک سزائیں تجویز کی ہیں۔ وہ ان سزاؤں کے اجراء اور فوجداری قوانین کے نفاذ میں کسی قسم کی نرمی اور رورعایت کا قائل نہیں جس ملک کے قانون کے نفاذ کے وقت مجرم کے شجرہ نسب، اس کے جاہ ومرتبہ، اور اس کے منصب کو دیکھا جاتا ہو، جہاں مجرموں اور قاتلوں سے یہ پوچھا جاتا ہو کہ ''بتا تیری رضا کیا ہے؟ جہاں قاتل اور ظالم کھلے عام دندناتے اور امن وشرافت کا منہ چڑھاتے پھرتے ہوں وہاں کبھی امن وامان قائم نہیں ہوسکتا -وہاں کسی کی جان ومال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ یادرکھنا چاہیے حکومتیں کفر سے تو قائم رہ سکتی ہیں مگر ظلم و ناانصافی سے قائم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں رہتیں۔اس لیے ہم قانون نافذ کرنے والے اداروں سے گذارش کریں گے کہ خدا را مومنانہ جرأت کو کام میں لاتے ہوئے اور فاروقؓ و حیدرؓ کی عدالت وشجاعت سے سبق لیتے ہوئے ملک میں قانون کو بلاتاخیر اور بے لاگ حرکت میں لائیں اور عوام جو بیچارے پہلے ہی غربت وافلاس، بیروزگاری اور مہنگائی کے ہاتھوں زندگی سے بھی تنگ ہیں، کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کا معقول اور خاطر خواہ بندوبست کریں کیونکہ اسی میں پورے ملک حکومت اور خود قانون نافذ کرنے والے اداروں کی دنیوی واخروی فلاح اور نیک نامی ہے۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیاراست

وماعلینا الا البلاغ

(حافظ محمد سعد اللہ)
مدیر مسئول

© rasailojaraid.com